بسم اللہ الرحمن الرحیم

حادثے میں فوت ہونے والے کے لواحقین کو حکومت کی طرف سے ملنے والی رقم کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حالیہ کراچی میں گل پلازہ مارکیٹ میں آگے لگنے کا حادثہ پیش آیا ہے۔ اس حادثے میں میرے شوہر بھی شہید ہو گئے۔ اب گورنمنٹ نے شہید ہونے والوں کیلئے ایک کروڑ دینے کا اعلان کیا ہے۔ میرے شوہر کے آٹھ بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اب اگر حکومت کی طرف سے یہ پیسے ملتے ہیں تو اس پر کیا صرف میرا حق ہوگا یا میرے شوہر کے بھائیوں اور بہنوں کا بھی حق ہوگا۔ براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔

جواب

اللہ عزوجل آپ کے شوہر کی بے حساب مغفرت فرمائے۔ اس عظیم سانحے پر آپ سمیت سب لواحقین کو صبر اور صبر پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ سوال کا جواب یہ ہے کہ میت کے ورثاء کا حق صرف اس مال سے متعلق ہوتا ہے جو مرنے والا اپنے پیچھے چھوڑ جائے جسے "ترکہ" یا "میراث" کہا جاتا ہے۔ حادثے میں انتقال کر جانے والے افراد کو حکومت یا کسی متعلقہ ادارے کی طرف سے جو رقم دی جاتی ہے، وہ شرعی اعتبار سے میت کا ترکہ و میراث نہیں ہوتی، بلکہ یہ حکومت کی طرف سے میت کے لواحقین کے لیے امداد، عطیہ اور تبرع ہوتی ہے۔ حکومتی قواعد کے مطابق یہ رقم جس خاص شخص کے نام کردی جائے تو شرعاً وہی اس کا مکمل حق دار اور مالک ہوگا، دیگر ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا۔ اگر حکومت کسی خاص فرد کو نامزد کیے بغیر مرحوم کے گھر والوں کے لیے عمومی طور پر یہ رقم دیدے، تو اگر یہ کہہ کردے کہ وراثت کے اصولوں کے مطابق تقسیم کردیں تو پھر وراثت کے انداز میں سب ورثاء کو یہ رقم دی جائے گی اگرچہ حقیقت میں یہ وراثت نہیں ہے اور اگر فوت ہونے والے کے بیوی بچوں کے نام پر دی گئی تو صرف وہی حصے دار ہوں گے اور برابر کے حصے دار ہوں گے اور اگر بیوی بچے اور والدین کے لئے دینے کا کہا تو یہ سب برابر کے شریک ہوں، الغرض دارومدار حکومت کی صراحت پر ہے۔

ترکہ وہ مال کہلاتا ہے جو مرنے والا اپنے پیچھے چھوڑ جائے، چنانچہ ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے:

"الترکۃ فی الاصطلاح ماترکہ المیت من الاموال صافیاعن تعلق حق الغیر"

ترجمہ: ترکہ اصطلاح میں اس مال کو کہتے ہیں جو میت چھوڑ جائے، اس حال میں کہ وہ غیر کے حق کی وابستگی سے صاف ہو (یعنی اس سے غیر کا حق متعلق نہ ہو)۔ **(ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد10، صفحہ528، دارالمعرفہ، بیروت)**

حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار میں ہے:

"الترکۃ فی اللغۃ بمعنی المتروک کالطلبۃ بمعنی المطلوب وفی الاصطلاح ھوماترکہ المیت من الاموال"

ترجمہ: "ترکہ" لغت میں متروک چھوڑے ہوئے مال کے معنی میں ہے جیسے طلبہ، مطلوب کے معنی میں اور اصطلاح میں ترکہ اس مال کو کہتے ہیں جو میت اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔ **(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، جلد4، صفحہ365، دارالکتب العلمیہ، بیروت)**

عطیے میں وراثت جاری نہیں ہوتی، چنانچہ الاشباہ والنظائر میں ہے:

”العطاء لا يورث كذا في صلح البزازية“

ترجمہ: عطا میں وارث نہیں بنایا جاتا۔ اسی طرح بزازیہ کے صلح کے بیان میں ہے۔ **(الاشباہ والنظائر، صفحہ 256، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے:

”من مات وله حق في بيت المال عن طريق الاستحقاق والمنح كالعطاء، فإن هذا الحق لا يورث عنه“

ترجمہ: جو شخص انتقال کر جائے اور اس کیلئے بیت المال میں استحقاق اور عطیہ کے طور پر کوئی حق ہو، جیسے عطا، تو یہ حق اس کی میراث میں منتقل نہیں ہوتا۔ **(موسوعہ فقہیہ کویتیہ، جلد 18، صفحہ 37، دار السلاسل، الکویت)**

جن کے نام حکومت یہ رقم نامزد کرے گی وہی اس کا حقدار و مالک ہوگا۔ نامزد نہ کرنے کی صورت میں عام طور پر جن کیلئے یہ رقم ہوتی ہے، وہی اس کے حقدار ہوں گے، چنانچہ الاشباہ والنظائر ہی میں ہے:

”والعطاء للذي جعل الإمام العطاء له؛ لأن الاستحقاق للعطاء بإثبات الإمام لا دخل له لرضاء الغير“

ترجمہ: عطا اس شخص کے لیے ہے جس کے لیے امام نے یہ عطا مقرر کی ہو، کیونکہ عطا کا حق امام کے فیصلے سے ہوتا ہے، دوسرے لوگوں کی رضا کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ **(الاشباہ والنظائر، الفن الاول، القاعدۃ الخامسۃ، صفحہ 106، دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: ”بتصریح علماء منصب و پنشن بھی موروث نہیں، بعد فوت منصب دار، رئیس جس کا نام مقرر کردے، وہی مستحق ہے، باقی ورثہ کا کچھ حق نہیں۔ فتح القدیر و رد المحتار میں ہے: ”العطاء صلۃ فلا یورث“ ترجمہ: عطیہ ایک صلہ ہے، اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی“۔ **(فتاوی رضویہ، جلد 25، صفحہ 393، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)**

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1084

تاریخ اجراء: 10 شعبان المعظم 1447ھ/30 جنوری 2026ء